

تفسیر ما ثورہ کا تاریخی ارتقاء

☆ حافظ محمد طارق

ABSTRACT:

This article discusses about the institution of Tafseer and Evolution in Islam. The Holy Prophet (peace be upon him) is the excel and the central personality, who leads and guides the all mankind. Quran gives us the rules and tells us the right path when the Holy Prophet (peace be upon him) performed the practical application of Islam. After the Holy Prophet (May peace be upon him) many worth full scholars tried to interpret the Quranic verses. This article reflects the short brief of the different interpretation of Holy Quran.

تفسیر ما ثورہ کا تاریخی ارتقاء

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کی تنزیل کی اور اس کی بڑی حد تک تشریح و توضیح کر دی لیکن پھر بھی جو باقی میں قبل وضاحت رہ گئیں ان کی وضاحت کے لئے مفسر مقرر کر دیا۔

قرآن مجید کے مفسروں اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور پہلی تفسیر حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی قولاً و عملًا قرآن کی مکمل تفسیر بیان کر دی۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً منہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم و یعلمہم الکتاب
والحكمة۔ (۱)

(بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کا مؤمنین پر احسان عظیم ہے کہ اس نے خود انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو کہ ان پر اللہ تبارک کی آیات تلاوت کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے)۔
تعلیم کتاب و حکمت سے مراد یہ ہے کہ جو باقی میں اس میں قبل تشریح و تفصیل ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تشریح فرمادیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

و انزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل اليهم و لعلهم یتفکرون۔ (۲)
(ہم نے تمہاری طرف قرآن مجید اس لئے نازل کیا کہ تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کر دے تاکہ وہ اس میں غور و فکر کریں)۔

☆ اسٹینٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ایس ای کالج، بہاول پور، پاکستان

قرآن کی تفسیر و تشریح محمد رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داریوں میں سے ایک تھی چنانچہ آپ کو حکم ہوا۔

اذ انزلنا الیک الكتاب بالحق لتحكم بين الناس بما أزك الله۔ (۳)

(ہم نے آپ کی طرف اس لئے قرآن مجید اتنا تاک آپ اپنی صوابید کے مطابق لوگوں میں فصل کریں)۔

قرآن مجید ایک کتاب ہدایت ہے جس کا مقصد انسان کو اس راستہ کی طرف دعوت دینا ہے جس میں دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل اليهم ولعلهم یتفکرون۔ (۴)

(اور ہم نے آپ پر قرآن اتنا کہ تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کر دے تاکہ وہ اس میں غور و فکر کریں)۔

قرآن مجید رسول اللہ پر ایسے زمانے میں نازل ہوا جب افغان عالم پر کفر و شرک اور ضلالت و گمراہی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ سابق انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات مسخر ہو چکی تھیں ایسے میں حق تعالیٰ نے نبی آخر الزمان ﷺ کو اپنی کتاب (قرآن مجید) کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اپنے بندوں پر احسان فرمایا۔ علم تفسیر کا مشہور قاعدہ ہے ”القرآن یفسر بعضہ بعضًا“ (۵) (قرآن کے بعض حصے دوسروں کی تفسیر کرتے ہیں)۔

قرآن مجید تدریجیاً آپ ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ آپ ﷺ کی کتاب کے مطالب کھول کھول کر بیان کرتے۔ حضور ﷺ خود مجسم قرآن تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ارشاد حدیث میں ہے کہ ”کان خلقہ القرآن“ (۶) آپ کا قول فعل اور تقریر قرآن کی شرح و تفسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ امام زرکشی لکھتے ہیں کہ سنت قرآن کی شارح اور وضاحت کرنیوالی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”الآنی اوتيت القرآن ومثله معه يعني السنة۔“ (۷)

(بے شک مجھے قرآن اور اس جیسی یعنی سنت دی گئی)۔

قرآنی آیات کے فہم میں صحابہ کرامؐ کو جب مشکلات پیش آتیں تو آپ ﷺ نے ان کی توضیح فرمادیا کرتے تھے اور صحابہ کرامؐ ایسی توضیحات دوسرے صحابہؐ تک منتقل کر دیتے تھے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فمن يرد الله أن يهديه يشرح صدره للإسلام۔ (۸)

(اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت کا ارادہ فرماتے ہیں اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں)۔

کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا کہ شرح صدر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے اپنے قول مبارک سے اس کی تفسیر بول فرمائی۔
”نور یقذف بہ فیشرح“۔

(یہ ایک نور ہے جو مون کے دل میں ڈالا جاتا ہے جو اس کی شرح کرتا ہے)۔

اور اس کی علامت یہ بتائی:

الانابة الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والاستعداد للموت۔ (۹)

(آخری زندگی کی طرف رغبت، دنیاوی زندگی سے بے رغبت، موت سے پہلے موت کی تیاری)

ابن تیمیہ نے صراحت کی ہے۔

ان النبی ﷺ بین لا صاحبہ تفسیر جمیع القرآن او غالباً۔ (۱۰)

(آنحضرت نے صحابہ کرامؐ کو تمام قرآن یا اس کے اکثر حصہ کی تفسیر بیان کر دی تھی)۔

آپ ﷺ نے اپنے اقوال کے علاوہ اپنے افعال سے بھی قرآن کی تفسیر فرمائی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے افعال کی اتباع کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: لقد کان لكم فی رسول الله اسوة حسنة۔ (۱۱)

(بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں عمدہ نمونہ ہے)

مثلاً: قرآن مجید میں بار بار اقیمو الصلوٰۃ و اتوالز کو ہا کھم آیا ہے لیکن کیفیت کا ذکر قرآن مجید میں صراحت سے نہیں ملت۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے فعل مبارک سے اس کی تشریح فرمائی۔ لہذا قرآن مجید متن ہے اور آپؐ کا فعل اس کی تشریح ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر و تشریح کا رواج زمانہ رسالت تماں ﷺ میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ بہت سے صحابہ کرامؐ تے تفسیری روایات مروی ہیں جن صحابہؓ سے زیادہ مرویات ہیں ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ،

حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ، حضرت ابی بن عکبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابو موسیٰ الشعراؓ۔

تفسیر عہد صحابہؓ میں:

جب حضور علیہ الصلوٰۃ السلام اس دنیاۓ فانی سے ۱۱۰ میں رحلت فرمائے گئے تو خالص صحابہؓ کا دور شروع ہو گیا۔ حضور ﷺ کے اصحاب کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

قبض النبی ﷺ و ترک مائے الاف واربعہ عشر الاف من الصحابة۔ (۱۲)

(جب آنحضرت ﷺ نے وصال فرمایا تو اس وقت ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔)

تقریباً سب ہی محدث و مفسر تھے معروف صحابہؓ جن کی تعداد آٹھ ہزار کے قریب ہے مصنفوں نے ان کے حالات زندگی قلم بند کیے ہیں۔ صحابہ تفسیر قرآن میں اتباع رسول پر سختی سے عمل کرتے تھے اور بلا سوچ سمجھ قرآن کے ایک لفظ تک کا مفہوم بیان نہ کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ عموماً قرآن کی تفسیر و تشریع میں شدت کے ساتھ احتیاط برتنے تھے کیونکہ احادیث میں تفسیر بالرائے سے متعلق جو وعیہ آتی ہے اس کا انہیں دھڑکا گرا رہتا تھا لیکن احساس فرض اور تمدنی ضروریات کی بناء پر صحابہؓ کی ایک تعداد ایسی تھی جو قرآن کی تفسیر و تشریع کرتی تھی لیکن ان کی تفسیروں کا زیادہ تعلق ان آیات سے تھا جو امر و نہی پر مشتمل ہیں۔

قرآنی آیات کے فہم میں صحابہؓ کو نزول آیات کے اسباب اور موقع کے لحاظ سے آیات کا تفہی

نبی ﷺ سے منقولات کے ذریعے معلوم ہوجاتے تھے۔

صحابہ کرامؓ سے کثیر التعداد تفسیری روایات مردی ہیں۔ چنانچہ احادیث کی تقریباً سب معتبر کتابوں میں تفسیر قرآن کا باب ملتا ہے۔ تاہم حضرت ابن عباس رض کی تفسیر ”تنویر المقباس“، کو اولین تفسیر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ تفسیر ابن عباس کا نسخہ امام احمد بن حنبلؓ کے زمانہ میں مصر میں موجود تھا۔

چنانچہ ابوالخیر طاش کبریٰ زادہ لکھتے ہیں۔

واعتمد على هذه النسخة البخاري في صحيحه في مانقله عن ابن عباس۔ (۱۳)

(امام بخاریؓ نے اپنی صحیح میں اسی ابن عباسؓ سے روایتیں کی ہیں)

حدیث میں آتا ہے: خذو القرآن من أربعة من عبد الله بن مسعود رض و سالم رض و معاذ رض و أبي بن كعب رض۔ (۱۴)

(قرآن چار لوگوں عبد اللہ بن مسعود، سالم، معاذ اور ابی بن کعب سے سیکھو)۔

خلافاء اربعہ میں سے زیادہ روایات حضرت علیؓ سے منقول ہیں حضرت علیؓ کا علم تفسیر میں کیا مقام ہے اس کا اندازہ حضرت ابوظفیلؓ کی روایت سے ہوتا ہے۔

ایک روز خطبہ دے رہے تھے دوران خطبہ فرمایا:

سلونى فوالله لا تسألون عن شىء الا أخبرتكم و سلونى عن كتاب الله فوالله ما من أية الا و أنا أعلم أبليل

نزلت أمنهاراً أم في جبل أمن في سهل۔ (۱۵)

(تم مجھ سے پوچھوا تم جس چیز کے متعلق پوچھو گے میں تمہیں بتا دوں گا مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو ہر آیت کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ رات کو اتری یادن کو پہاڑ پر نازل ہوئی یا میدان میں)۔

نیز آپ فرمایا کرتے تھے:

وَاللَّهُ مَنْزَلَتِ الْآيَةُ الْأَوَّلَةُ وَقَدْ عَلِمْتَ فِيمَا نَزَّلْتَ أَنَّ رَبِّي وَهُبَّلِي قَلْبَ اعْقُولًا وَلِسَانًا مَسْئُولًا۔ (۱۶)

(خدا کی قسم کوئی ایسی آیت نہیں اتری مگر میں جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں اتری اور کہاں اتری ہے شکر اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا عاقل قلب عطا کیا ہے اور لسان بہت زیادہ تحقیق و جستجو کرنے والی)۔

خلفاء اربعہ کے بعد تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس کا درجہ ہے۔ آپ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کے چچا زاد بھائی تھے۔ آپ نے آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کے ساتھ مصاہبت کا جو زمانہ پایا تھا اگرچہ عہد طفویلت کا تھا اس کے باوجود آپ تفسیر میں خاص مقام حاصل ہے اور اکابر صحابہؓ بھی تاویل قرآن کے بارے میں آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ اس کے لئے جہاں تک ظاہری اسباب کا تعلق ہے یعنی تحصیل علم اس میں بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ نے پوری جدوجہد کی آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے علم کیسے حاصل کیا۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا:

”بلسان مسئول و قلب عقول“ (۱۷)

(پوچھنے والی زبان اور سمجھنے والے دل سے)۔

ان کی تفسیری خدمات میں روحانی سبب کو بھی بڑا خل تھا اور وہ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کی دعا کا اثر تھا جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ نے امن عباسؓ کے لئے تاویل قرآن کے بارے میں فرمائی تھی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

ضَمَّنَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّهُمَّ عِلْمُهُ الْحَكْمَةُ وَتَاوِيلُ الْكِتَابِ (۱۸)۔

(رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ نے مجھے اپنے ساتھ ملایا اور دعا فرمائی ”اے میرے اللہ اس تفسیر کا علم سکھا دے اور دین کے بارے میں سمجھھ عطا فرمा۔“)

حضرت عمرؓ عبد اللہ بن عباسؓ کو اپنے پاس بلاتے اور اپنے قریب کر لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ ایک دن انہوں نے تمہیں اپنے پاس بلا یا۔ تمہارے سر پر دست شفقت رکھا پھر اللہ سے دعا کی اے اللہ اسے دین کی سمجھھ عطا فرمادی یہ بھی فرمایا کہ اللہ اس میں برکت دے اور اس کے علم کو پھیلا۔ جب حضرت عبد اللہ بن عباسؓ تشریف لاتے تو حضرت عمرؓ فرماتے۔

نعم ترجمان القرآن عبد اللہ ابن عباس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا أَقْبَلَ يَقُولُ عَمَرُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ جَاءَهُ فَتَىٰ لَكَهُولٰ وَذُو الْلِسَانِ مَسْئُولٌ وَالْقَلْبُ الْعَقُولُ۔ (۱۹)

”عبد اللہ بن عباسؓ قرآن مجید کے اچھے ترجمان ہیں ایک ایسے نوجوان ہیں جو تجربہ، فہم و فراست میں بختی سن ہیں بہت سوال کرتے ہیں۔ بڑے ذکی ہیں اور عاقل قلب کے مالک ہیں)۔“

آنحضرت ﷺ کی دعا کا اثر تھا کہ اکابر صحابہؓ کسی تفسیری کتبے کے متعلق اختلاف کرتے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول فیصل قرار دیا جاتا۔

چنانچہ ابن کثیرؓ لیث بن سیمؓ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے طاؤسؓ سے پوچھا:

لَمْ لِزْمَتْ هَذَا الْفَلَامْ يَعْنِي أَبْنَ عَبَّاسَ وَ تَرَكَ الْأَكَابِرَ مِنَ الصَّحَّابَةِ ﷺ۔ قَالَ أَنِي رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنَ الصَّحَّابَةِ اذَا تَمَارِوفُ شَيْءٍ صَارَ وَالِّيْ قَوْلَهُ۔ (۲۰)

(تم اس لڑکے یعنی ابن عباس کی خدمت میں کیوں رہتے ہو اور اکابر صحابہؓ کی صحبت ترک کر دی تو انہوں نے کہا میں نے ستر صحابہؓ کو دیکھا ہے کہ جب وہ کسی چیز میں شک کرتے تو اسکے قول کی طرف رجوع کرتے)۔

اسی وجہ سے آپؐ ترجمان القرآن اور جبرا الامۃ کے نام سے موسم ہیں۔ صحابہ کرامؓ میں سے سب سے زیادہ روایات آپؐ سے منقول ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے خادم خاص اور سابقون الاولون میں شامل ہیں۔ آپؐ کو بھرتین کا شرف حاصل ہے۔ تمام غزوہات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے خادم خاص ہونے کی وجہ سے شب و روز آپؐ ﷺ سے فیض حاصل کرتے رہتے تھے۔ علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ نے آپؐ کو اجازت دے رکھی تھی کہ ہمہ وقت پیغمبر خدا کی گفتگوں سن سکتے تھے۔ ارشاد نبوی ﷺ:

انك على ان ترفع الحجاب وتسمع موادى حتى انهاك۔ (۲۱)
(تم پر دہ اٹھا کر اندر آسکتے ہو اور ہماری ہربات سن سکتے ہو یہاں تک کہ میں خود روک دوں)۔

عہدتا بعین:

تابعین صحابہ کرامؓ کے شاگرد تھے عہدتا بعین میں تفسیری مدارس میں تین مدرسے سب سے زیادہ مشہور اور مقبول ہوئے۔ ان میں سے ایک مدرسہ مکہ معظمه میں تھا جس کے سربراہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ تھے۔ تفسیر کے سب سے زیادہ علماء اہل مکہ میں سے تھے جن کو ابن عباس سے شرف تلمذ حاصل ہے ان حضرات میں عکرمۃؓ، عطاء بن ابی ربانیؓ، مجاهدؓ، سعید بن جبیرؓ اور طاؤسؓ رحم اللہ علیہم زیادہ مشہور ہیں۔

آج متاخرین حضرات کی تفسیری کتب انہی حضرات کی تفسیری روایات سے بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔

تفسیر کا دوسرا مرکزی مدرسہ کوفہ تھا جہاں عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عمرؓ کے فرمان کی تعمیل میں یہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ان حضرات میں سب سے زیادہ مشہور اسود بن یزید، ابراہیمؓ، عالمؓ، عالمؓ بن قیس اور امام شعبؓ ہیں۔

تفسیر کا تیسرا مرکز مدینہ منورہ تھا۔ جہاں حضرت زید بن اسلمؓ اپنے اصحاب کو تفسیر قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ آپؐ کے اصحاب میں عبدالرحمنؓ بن زید اور مالکؓ بن انس زیادہ مشہور ہیں۔

تاریخ میں عہد تابعین کی چھ تفسیروں کا نشان ملتا ہے جو اب تمام کی تمام ناپید ہو چکی ہیں انکی روایات متاخرین کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ (۲۲)

عہد تابعین کی سب سے پہلی تفسیر حضرت سعید بن جبیر کی تفسیر ہے جسے آپ نے عبد الملک بن مروان کی فرماں پر لکھا۔ امام ذہبی لکھتے ہیں:

کان عبد الملک بن مروان کتب یسائل سعید بن جبیر ان یکتب الیہ تفسیر القرآن فكتب الیہ۔ (۲۳)
(عبد الملک بن مروان نے سعید بن جبیر کے پاس لکھ بھیجا کہ اس کے لئے قرآن مجید کی تفسیر لکھیں چنانچہ انہوں نے اس کے پاس لکھ کر بھیج دی)۔

کچھ عرصہ بعد یہ تفسیر عطاء بن دینار نے شاہی خزانے سے حاصل کر لی تھی اور اسے دیکھ کر حضرت عطاء بر اہ راست حضرت سعید بن جبیر سے روایت کرنے لگے۔ (۲۴)

دور تابعین میں اسلام دور دراز کے ملکوں تک پہنچ چکا تھا۔ اور مبلغین اسلام و قرآن ہر علاقے میں پھیل گئے تھے۔ اسلامی مملکت کے رقبہ کے وسیع تر ہو جانے کے سب معاشرتی، معاشی اور سیاسی نوعیت کے بہت سے پیچیدہ مسائل ابھر رہے تھے یہ گوناں گوں مشکلات تھیں جن سے تابعین کو عہدہ برآ ہونا تھا۔ ان کی کوشش یہی تھی کہ ان تک صحابہؓ کے ذریعے جو کچھ پہنچا ہے اسے ہی بیان کرنے پر اتفاق کریں۔

اس عہد میں تفسیر کا طرز یہ تھا۔ آیت کے ساتھ اس آیت سے متعلق حدیث کو بیان کیا جاتا پھر اس آیت سے متعلق اگر کسی صحابی یا تابعی کبیر کا قول منقول ہوتا تو اس کا ذکر کیا جاتا اس عہد کی تفسیروں کا کثر ذخیرہ روایتی تفسیروں پر مشتمل تھا۔ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات اور وسعت مملکت کے مقتضیات اور پیش آنے والے نت نئے مسائل میں اگر انہیں حیات صحابہؓ سے کوئی رہنمائی ملتی تو خود اپنی علمی بصیرت سے کام لیکر قرآنی آیات کی تفسیر و تشریح کرتے۔ تابعین کے دور میں تفسیر قرآن پر کم اور مختلف موضوعات پر زیادہ تالیف کا سراغ ملتا ہے مثلاً کسی نے قرآن کے ناسخ و منسوخ پر کوئی تالیف کی کسی نے احکام القرآن پر اور کسی نے قرآن کے مشکل اور غریب الفاظ کی تشریح پر قلم اٹھایا۔ تاہم ان حضرات کے ذاتی اجتہاد اور غور و فکر سے تفسیری سرمایہ میں قابل قدر اضافہ ہوا۔

عہد تابعین میں روایتی تفسیر میں جہاں حدیث اور اقوال صحابہؓ نے جگہ پائی وہاں اسرائیلیات نے بھی ممتاز مقام حاصل کر لیا اسرائیلیات کا سلسلہ یوں تو دور صحابہؓ میں چل کلا تھا مگر اس عہد میں یہ سلسلہ عروج پر پہنچا اور تفسیری کتب میں خاص جگہ حاصل کر لی اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے بعض ایسے لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہوئے جو سابقہ کتب آسمانی کے عالم تھے جیسے وہب بن منبه، عبد اللہ بن سلام اور کعب الاحبار وغیرہ۔

صحابہؓ کے دور میں تو اسرائیلیات بہت کم روانج پا سکیں مگر عہد تابعین میں جب تفسیر کا دائرة وسیع ہو گیا اور قرآن مجید کے مختصر

قصوں کی تشریح اور ان کی تفصیلات کی ضرورت محسوس ہوئی تو پھر ان اسرائیلیات کو تفسیر میں جگہ دی گئی۔ امتداد زمانہ کے ساتھ یہ سلسلہ وسیع ہوتا گیا تو مفسرین بلا تکلف اور بغیر کسی جانچ پڑھتاں کے ان روایات کو اپنی کتب میں نقل کرنے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محدثین اور محققین کے نزدیک ان کتب تفسیر کی قیمت گھٹ گئی۔ (۲۵)

جہاں تک اسلامی عقائد اور شرعی احکام کا تعلق ہے اسرائیلیات پر عمل نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ قرآن و سنت کے بناءے ہوئے طریقہ پر عمل کیا جاتا تھا۔ البتہ تقصص القرآن، ابتدائے آفرینش سے متعلق آیات کی توضیح و تفسیر میں اہل کتاب صحابہؓ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ پھر اگر کوئی روایت قرآن و حدیث کے صریح الفاظ کے خلاف ہوتی تو اسے رد کر دیا جاتا۔

عبد تعالیٰ تابعین:

تعیج تابعین کا عہد خاندان بنو امیہ کی خلافت کے اوآخر سے شروع ہوتا ہے۔ اور خلافت عباسیہ کے اوائل تک پھیلا ہوا ہے اس عہد میں تابعین جیسے وفات پار ہے تھے تعیج تابعین ان کی جگہ لے رہے تھے۔ تابعین سے چلا ہوا تفسیری سرمایہ ان کے تلامذہ یعنی تعیج تابعین کو منتقل ہوا۔ ان نامور فرزندان اسلام نے اس تفسیری سرمایہ کو نہ صرف محفوظ کیا بلکہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے قرآن و سنت کی روشنی میں اپنے اجتہاد اور غور و فکر سے قابل قدر راضافہ بھی کیا اور اب روایت سے زیادہ کتابت کے ذریعے اس سرمایہ کی حفاظت کی جانے لگی۔ چنانچہ اس دور میں باقاعدہ طور پر تفسیر کتب کا آغاز ہوا اور بہت سی تفسیریں تصنیف کی گئیں اس دور کی مشہور تفاسیر حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تفسیر شعبۃ بن الججان:

آپ صحابہ کے رواۃ میں سے ہیں فن رجال اور حدیث کی بصیرت اور مہارت میں فرد کامل تھے۔ ۱۴۰ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۲۔ تفسیر کبیع بن الجراح:

اصحاب صحابہ کے شیوخ اور رواۃ میں سے ہیں اوزاعی، عمش، سفیان ثوری اور دیگر اکابرین محدثین سے تحصیل حدیث کی۔ امام شافعی، امام احمد، عبداللہ بن مبارک اور ابن معین آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں ۷۱۹ھ میں ۷۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۳۔ تفسیر سفیان بن عینیہ:

اصحاب صحابہ کے آپ سے بکثرت تخریج کی ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔

۴۔ تفسیر یزید بن ہارون:

۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے یحییٰ بن سعید، سلیمان لیتی داؤد بن ابی هند، ابن عون اور دیگر شیوخ سے حدیث کی سند لی۔ امام احمد، ابن مدینی، ابو بکر بن ابی شیبہ، عبد بن حمید جیسے حضرات آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے ۲۰۳ھ میں وفات پائی۔

تفسیر عبدالرزاق بن الحمام الحافظ:

ارباب صحاح سنت کے شیوخ میں سے ہیں بخاری میں بکثرت روایات آپ سے مروی ہیں۔ حدیث میں آپ کی کتاب ”مصنف“ مقبول ترین اور جامع ترین ہے جس میں اہل حجاز اور اہل عراق کی روایات کو جمع کر دیا گیا اور فقہی ابواب پر اسے مرتب کیا گیا ہے۔ آپ کی وفات ۲۳۵ھ ہے۔

تفسیر اسحاق بن راہو یہ:

آپ امام بخاری کے خاص شیوخ میں سے ہیں اور آپ ہی صحیح بخاری کی تالیف کا سبب ہیں۔ ابن ماجہ کے علاوہ باقی سب ارباب صحاح نے آپ سے روایت کی ہے۔ ۲۳۸ھ میں وفات پائی۔

تفسیر روح بن عبادۃ الحافظ:

ابن عون، حسین المعلم اور دیگر شیوخ سے آپ کو شرف تلمذ حاصل ہے امام احمد، اسحاق اور بشیر بن موسیٰ آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ علی ابن مدینی فرماتے ہیں کہ میں نے روح بن عبادۃ کی ایک لاکھ سے زائد احادیث میں سے دس ہزار احادیث لکھیں۔ تابعین کی تفاسیر کی طرح ان حضرات کی تفاسیر بھی حوادث دہر سے محفوظ نہیں رہیں۔ اسی طرح امام سفیان ثوری کی تفاسیر کے کچھ اجزاء کتب خانہ رام پور میں محفوظ ہیں۔ (۲۶)

واقعہ کربلا کے بعد مسلمانوں میں فرقہ بندی شروع ہوئی اور خصوصاً شیعہ فرقہ ظہور پذیر ہوا۔ اسی دور میں وہ سارے فاسد و باطل افکار و نظریات کھل کر میدان میں آگئے جو اس سے پہلے ذرا جھکتے ہوئے سامنے آتے تھے ایک طرف سبائیت وغیرہ باطل فرقے اپنے عقائد و نظریات کی نشر و اشاعت کرنے لگے۔ دوسری طرف یونانی فلسفہ تھا جو اذہان و قلوب کو مسوم کرنے لگا۔

مزید برائی ملحدین کا ایک طبقہ تھا جو قرآن مجید پر طرح طرح کے اعتراضات کر رہا تھا اس صورت حال سے منٹنے کے لئے سب سے پہلا قدم یاٹھایا گیا کہ ایک تفسیر میں تالیف کی گئی جن میں رسول اللہ ﷺ سے مروی تفاسیر صحابہ اور تابعین کے قول کو جمع کیا گیا۔ گویا تفسیر بالماثور یا تفسیر بحسب الآثار کی بابت تالیف کی پہلی کوشش تھی۔

متقد میں مفسرین کی تفسیری خدمات کا جائزہ:

اولیت اور تقدیم کے لحاظ سے شرف اور فضیلت کا سہرا متقد میں حضرات کے سر ہے جنہوں نے اس عظیم الشان کام کی بنیاد رکھی جس پر چل کر متاخرین نے اس بنیاد پر قبل قدر اضافے کیے تاہم پہلے ان حضرات کی اہم تفسیری خدمات پیش کی جاتی جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ متقد میں:

(عہد صحابہ تا عہد تبع تابعین) کی سب سے بڑی خدمت تفسیر یہ ہے کہ انہوں نے سلفی مواد کو جمع کیا اور اپنی کتب تفسیر میں محفوظ کیا۔ اس مواد کو اپنی تفاسیر میں اسناد کیسا تھذذ کر کیا۔ جس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس مواد کی صحت کو علم الرجال کی مدد سے رواثۃ کے

حالات کی تحقیق کر کے جانچا جاسکتا ہے۔

- ۲۔ متفکرین نے قرآن مخالفہ کو اپنی تفسیری کتب میں جگہ دی ہے قرآن متواتر ہو یا شاذہ ان سے قرآنی مقاصد اور معانی متعین کرنے اور تفہیم قرآن میں مدد ملتی ہے۔
- ۳۔ قرآن مجید کے معانی و مفہومیں کی تشریح اور تفسیر میں لغت عرب قرآن کے محل استعمال اور سیاق و سابق کو بڑا دخل ہے۔ متفکرین نے مفردات قرآن کے معانی کو تحفظ کر کا،
- ۴۔ قرآن مجید کا بنیادی مقصد اصلاح النفوس ہے اس سلسلے میں قرآن مجید نے بعض امور کو محمل بیان کیا ہے۔ متفکرین نے بھی ان امور کو محمل ہی رکھا اور ان کی تفصیل میں جانے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور غیر ضروری مباحثت میں پڑنے سے اجتناب کیا۔
- ۵۔ قرآن مجید کے ایسے الفاظ جن میں زبان و ادب کے قواعد کے مطابق ان میں مختلف معانی کی گنجائش ہو سکتی تھی اور ان معانی مخالفہ میں سے کوئی معنی بھی قرآن مجید کے بنیادی مقاصد اور سیاق و سابق کے خلاف نہیں تھا۔ ایسی صورت میں انہوں تمام معانی مخالفہ کو درست قرار دیا۔
- ۶۔ قرآن مجید کے مقاصد و مطالب کی تشریح میں ان واقعات اور اسباب کو بڑا دخل ہے جن واقعات اور اسباب کی بنا پر قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ متفکرین نے اسباب التزول کا تحفظ کیا اور آیات کا مقصد و مفہوم پوری طرح متعین کیا۔ ان اسباب التزول کو عالمان جیریا طبری نے اسناد کے ساتھ اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ متفکرین کی تفاسیر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تفاسیر میں ہوا اور خواہش کو دخل انداز نہیں کیا اور نہ ہی مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور ممالک کو پیش نظر کر کر قرآن مجید کی تفسیر کی ہے بلکہ قرآن کی تفسیر اس زاویہ نگاہ سے کی ہے جو خود قرآن یا صاحب قرآن کی مطلوب ہے۔

ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ ان حضرات کی تفاسیر میں بڑی کمی یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تفاسیر میں اسرائیلیات کو داخل کیا اور کسی جانچ پڑتال کے بغیر اویوں پر حسن ظن رکھتے ہوئے ان کو تفسیر قرآن میں جگہ دی۔ متأخرین کی تفسیری خدمات کا مختصر جائزہ:

متفکرین کے بعد اس دور کی ابتداء ہو جاتی ہے جب روشن خیالی، ذہنی ترقی اور مغربی فلسفہ نے زور پکڑا۔ یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف ملی بھگت نے نئی چالیں چلیں جن میں ایک خلق قرآن کا فتنہ بھی تھا۔ نظام تعلیم بھی فلسفہ یونان کے محور پر گردش کر رہا تھا سارے مواد بک پکے تھے۔ محاذا کھل پکے تھے۔ وقت کے روشن خیال تعلیم یافتہ افراد بھی تھے جو یونان و عجم سے درآمد شدہ علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے اور اگلے وتوں کے متکلم اسلام بزرگ بھی!

چنانچہ تالیفات کے باب میں مسابقت کے لئے ایک دوڑ شروع ہو گئی۔ علم و فن کے شہسواروں نے میدان میں اپنے کمالات کا مظاہرہ کیا۔ اس طرح رفتہ رفتہ تفسیری تالیف کا ایک انبار لگ گیا۔

خدود مسلمانوں میں قرآن مجید کی تحریف کرنیوالے پیدا ہو گئے اور جدید فلسفہ سے قرآن مجید پر اعتراضات کیے جانے لگے۔ ایسے میں علماء نے اپنے فرائض منصوبی کو سنبھالا اور اعتراضات کا رد کیا۔ اس سلسلہ میں محقق جوہری طنطاوی کی ”جوہر القرآن“ کا نام لینا ہی کافی ہے۔

متقد میں حضرات نے آیات اور سور کے باہمی ارتباط کی طرف کوئی تو جنیں کی اور پھر قرآن مجید میں فحص کا تکرار پایا جاتا ہے۔ متقد میں نے صرف ان کے حل مراد قرآنی پر اکتفا کیا اور تکرار کی حکمت اور وجہ بیان نہیں کی مگر متاخرین حضرات نے آیات اور سور قرآنی کے باہمی ربط اور فحص کے تکرار کی حکمت میں نہایت قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں اس سلسلے میں امام رازیؒ کی خدمات سب سے زیادہ ہیں۔ اسی طرح اقسام قرآن کے سلسلے میں متقد میں نے قسم اور جواب قسم میں ارتباط باہمی پر کوئی کلام نہیں کیا۔ لیکن متاخرین مفسرین نے قسم اور جواب قسم میں ارتباط کو واضح کرنے کی پوری کوشش کی بلکہ متاخرین نے اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی تالیف کیں مثلاً ابن قیم نے ”التیبیان فی اقسام القرآن“ مکھی۔

قرآن مجید نے جوا امر و فوایہ بیان کیے ہیں یا جن احکام کا حکم دیا ہے ان کے حکم و اسرار، ان کی فلسفیات و توجیہات اور ان کی اخلاقی توجیہات کے متعلق متقد میں حضرات نے کوئی خدمات سرانجام نہیں دیں۔ اس سلسلہ میں متاخرین حضرات کی کوششیں بار آور بھی ہیں۔ متاخرین حضرات نے اس سلسلہ میں مستقل تالیفات بھی کی ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کی تفسیری خدمات اس سلسلہ کی جان ہیں۔

بہت سے واقعات قدماء کے دور میں رونما نہ ہوئے تھے۔ اس لئے انہوں نے ان مسائل پر غور و فکر ہی نہ کیا تھا۔ بعد میں جیسے واقعات رونما ہوتے رہے ویسے ہی ان کے متعلق علماء کرام احکام کا استنباط کرتے رہے اور اس لئے نئے رونما ہونے والے واقعات کا حل متاخرین کی تصانیف میں ملتا ہے اور آئندہ بھی قیامت تک نئے رونما ہونے والے واقعات کا حل قرآن مجید کی روشنی میں کیا جاتا رہے گا۔

خلاصہ کالم یہ ہے کہ موضوعات کی کوئی حد نہیں۔ زمانہ رنگ بدلتا رہتا ہے نئی نئی ضرورتیں پیش آتی رہتی ہیں۔ نئے نئے علوم و فنون ایجاد ہوتے رہتے ہیں۔ ہر زمانے میں نئے نئے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید ایک جامع کتاب ہے اور قیامت تک رونما ہونے والے واقعات کے احکام اصولی طور پر اس میں بیان کردی یہ گئے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ تجزیمانہ شناس علماء تفسیری خدمات میں مشغول رہیں اور تراجم و تفاسیر کا سلسلہ جاری رہے تاکہ پیش آمدہ مسائل کا آسانی سے حل ہوتا رہے۔ بلاشبہ آج کتب تفسیر کا جو عظیم الشان ذخیرہ امت مسلمہ کے پاس ہے وہ گونا گوں وجود و مختلف حیثیتوں سے بڑا قیمتی ہے۔

اور اپنے وجود اور اپنی تدوین و ارتقاء کے باب میں اسلام اور امت مسلمہ کا سرماہہ افتخار ہے۔

{حوالہ جات}

- ۱۔ آل عمران: ۱۶۳
- ۲۔ نخل: ۳۳
- ۳۔ نساء: ۱۰۵
- ۴۔ نخل: ۳۳
- ۵۔ صحیح صالح، ذاکرثوم ”علوم القرآن“، (ملک پبلشرز کارخانہ بازار لاکل پور) ص: ۲۹۹
- ۶۔ آلوی، محمود، ”روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم واسع المثانی“، (دارالكتب العلمية بيروت)، ۲۲۱۵/۱
- ۷۔ الزركشی، بدرالدین، محمد بن عبد اللہ، ”البرهان“، (دارالاحیاءالكتب العربية مصر) ۲/۱۷۲
- ۸۔ انعام: ۱۲۳
- ۹۔ السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، الاتقان فی علوم القرآن، (دارالندوۃ الجبدیدة بیروت) ۲/۹۳
- ۱۰۔ ايضاً، ۲۰۵/۲
- ۱۱۔ احزاب: ۲۱
- ۱۲۔ السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ۲/۲۶
- ۱۳۔ ابوالخیر طاش کبریٰ زادہ، مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ (دارکتب المعرفة النظامية حیدر آباد کن ۱۳۲۸ھ) ۱/۳۰۲
- ۱۴۔ بخاری، الجامع الصحیح (دارالسلام الیاض) کتاب فضائل القرآن، باب القراء من أصحاب رسول اللہ ﷺ، حدیث نمبر: ۳۹۹۹
- ۱۵۔ السیوطی، الاتقان، ۲/۲۷۶
- ۱۶۔ ايضاً، ۲/۱۸۷
- ۱۷۔ ابن کثیر، ابوالغفار امام اعلیٰ بن عمر، ”البدایہ والنہایہ“، (مطبعة السعادة مصر) ۸/۲۹۸
- ۱۸۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید (دارالسلام الیاض ۱۹۹۹ء) ”السنن“، باب فضل ابن عباس حدیث نمبر ۱۲۲
- ۱۹۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ / ۲۹۹۸
- ۲۰۔ ايضاً، ۲/۳۰۱۸
- ۲۱۔ ابن حجر، ”الاصابہ فی تمییز الصحابة“، (دارالكتب العلمية بيروت) ۲/۳۲۱
- ۲۲۔ ناظم سیوطی، انتخاب تاریخ اتفییر، (دارالكتب اسلامیہ لاہور) ص: ۱۷۶
- ۲۳۔ الذھبی، ”میزان الاعتدال“، (مکتبہ دارالاحیاء التراث العربی مصر) ۲/۱۹۷
- ۲۴۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب، (دارالجیاء التراث العربي، مصر، طبع دوم، ۱۳۱۳ھ) (تذکرہ عطاء بن دینار)
- ۲۵۔ احمد امین مصری، ”فوج الاسلام، مکتبۃ الخصیۃ المصریۃ، قاهرہ، مصر، ۱۹۵۹ء“ ص: ۱۵۹